Digitized by Khilafat Library Rabwah.

صفحہ ۳۵ سے لایق ملاحظہ شایقین حالات انجمن۔ صفحہ ۴۹ سے لایق توجہ گورنمنٹ

اشاعۃ السنۃ النبویۃ

علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ

نمبر دوم — جلد پنجم

معہ

ضمیمہ متضمن مسایل مذہب محدثین اہل السنۃ

بابت ربیع الاول سنہ ۱۲۹۹ مطابق فروری سنہ ۱۸۸۲ء

شرح قیمت وغیرہ امور متعلقہ رسالہ

درجات و مراتب قیمت: درجہ	مرتبہ	تفصیل خریداران بشرح مراتب	قیمت سالانہ: بابت رسالہ	بابت ضمیمہ
۱	خاص قیمت	اسلامی ریاستون کے نواب اور رئیس	للوعہ	لسے ر
۲	"	گورنمنٹ انگریزی و معزز عہدہ داران گورنمنٹ و عامہ اغنیا و لائبریری و سوسائٹی ہا	عہ	سے ر
۳	عام قیمت	متوسط اہل وسعت	لسے ر	۱۲ ر
۴	رعایتی قیمت	کم وسعت جو دس روپیہ ماہوار سے زیادہ آمدنی نرکہین اور سالانہ پیشگی داخل کرین	سے ر	۱۲ ر
۵	للائی قیمت	جو دس روپیہ ماہوار کی آمدنی نرکہین مگر علمیت رکہین اور اشاعت کرین	ثواب آخرت	دعا خیر

ضمیمہ رسالہ سے علیحدہ فروخت نہوگا ہان رسالہ بدون ضمیمہ مل سکے گا۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ ضمیمہ کی بہت باتون کی تفصیل و دلیل رسالہ مین مندرج ہے لہذا بدون رسالہ ضمیمہ سے مطلب براری ناظرین ممکن نہین اور رسالہ کی کوئی بات متعلق ضمیمہ نہین ہے اسلئے رسالہ سے بدون ضمیمہ کاربراری ممکن ہے ؛

جنکے نام اصل رسالہ یا اسکا ضمیمہ بلا درخواست پہنچے وہ حسب حیثیت خود اسی مہینے سی قیمت واجب الادا تصور فرماوین جس مہینے کا پرچہ وصول پاوین اور جنکو خریداری منظور نہو وہ اصل رسالہ یا صرف اسکا ضمیمہ واپس کردین خط و کتابت متعلق پرچہ راقم کے نام پوری عنوان و نشان مندرجہ ذیل سے ہونا ضرور ہے اور ارسال زر بذریعہ منی آرڈر ڈاک خانہ مناسب ہے

راقم ابو سعید محمد حسین لاہور محلہ سید مٹھہ

مطبع ریاض ہند امرتسر مین چہپا

اشتہار

(دفعہ اول)

مقدمات عشرہ اثبات بنوت جنکی تمہید مین ہم ۹۶ ہجری مطابق ۱۸۷۹ء سے لگ رہے تھے تمام ہوئے۔ اب ہم اصل مدعا کے اثبات کے درپی ہونا چاہتے ہین۔ ولیکن قبل شروع بحث اپنے ناظرین (موافقین و مخالفین) کیخدمت مین یہہ التماس کرنا ضروری سمجھتے ہین کہ جن صاحبون کو ہماری ان مقدمات مین (ناصحانہ یا مخاصمانہ) کلام ہو وہ قبل از شروع مقصود اسکو طے کرلین اثناء بحث مقصود مین کسی مقدمہ پر کسی شخص کا کسی قسم کا اعتراض نہ سنا جاویگا۔ بلکہ اون مقدمات کو بطور دلایل قطعیہ مسلمہ تائید مدعا کے لئے پیش کیا جاویگا اور ہر کسیکو انکا تسلیم کرنا واجب ہوگا تمہید مقدمات صرف اسلئے عرض ہی ہوتی ہی کہ مقدمات بطور اصول موضوعہ و عدم متعارفہ فریقین مین مسلم قرار دئی جاوین۔ اور نظریات اختلافیہ کے فیصلہ کے لئے وہ ہمیشہ ایک حکم و دلیل کے کام آوین۔ وہ مقدمات معروض ذیل ہین۔ اور اونکے دلایل و تفاصیل اشاعۃ السنہ (جلد ۲ و ۳ و ۴ و ۵) کے متعدد پرچون مین موجود ہین جنکی پاس وہ پرچے ہون وہ جس مقدمہ مین امعان نظر و کلام کرنا چاہین اسمقدمہ کا متضمن پرچہ راقم سے طلب فرماوین۔ یہہ اشتہار دو یا تین دفعہ چھاپا جاویگا اس اثنا مین کسیکو ان مقدمات کی نسبت کچھہ اعتراض نکیا تو ان مقدمات کو اصول مسلمہ قرار دیا جاویگا۔

(مقدمہ اولی) خدا تعالےٰ قیوم عالم موجود ہی (۲) خدا تعالےٰ کی حقیقت ذات و صفات کا عالم خلائق کو علم نہین ہے (۳) ہر چیز موجود کے لئے محسوس ہونا ضروری نہین (۴) محال و مجہول الکنہہ مین فرق ہی۔ اول کی وجود کا انکار جایز بلکہ لازم۔ ثانی ہی انکار ناجایز (۵) موجودات عالم سے جو چیز انسان کے حواس خمسہ مین نہ آوی انسان اسکو بقوت انسانی جان نہین سکتا (۶) انسان اپنی ملکی طاقت سے ایسی چیزین بہی جان سکتا ہی جو حواس خمسہ مین نہ آوین (۷) انسان اپنی فطرت سے نیک کرنے و نکہنے کے ساتھہ مامور ہونا چاہتا ہے (۸) مبدء فیاض (خداوند قیوم عالم) مین بخل نہین (۹) روح بہ نسبت جسم اس بخل کا محل ہونے کی زیادہ لایق ہی (۱۰) منجملہ اسباب علم موجودات ایک خبر صادق بہی ہے

بقیہ دیکھو اقلیدس کے دعاوی اور اصول موضوعہ و علوم متعارفہ اسیغرض و روش پر مبنی و مستمر ہین۔

التماس۔ ہمارا اخبارات علمی و دینی و مذہبی و خصوصاً اہل اسلام سے یہہ التماس ہی کہ از راہ انصاف و حق دوستی و اصلاح و رفاہ خلائق اس اشتہار کو اپنی اخبارات مین دو یا تین دفعہ چھاپ دین اور جب اثنا عرض اثنا میں کوئی اعتراض کنندہ کا جواب دلپسند کنندہ مین التماس ہی کہ از راہ حق شناسی اشتہار راقم کے پاس بھیجدین۔ واللہ المستعان۔ اثنا عرض اثنا

انجمن ہمدردی اسلامی لاہور

فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُولٍ حَسَنٍ وَّاَنْبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا

خدا نے اوسکو اچھی طرح سے قبول کرلیا ہی اور اچھی طرح سی اوگایا ہے

(فَمَثَلُهَا) كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ تُؤْتِي اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍ بِاِذْنِ رَبِّهَا

اسکی ایک ایسی عمدہ درخت کی سی مثال ہی جسکی جڑہ تو زمین مین جم رہی ہے اور شاخین آسمان کو پہونچ گئی ہین اور وہ ہر وقت خدا کے حکم سے پہل دی رہا ہے

اس مبارک انجمن نے کارروائی ہاء معروضہ نمبر سابق کے بعد اسقدر عمدہ اور نمایان کارروائیان کی ہین کہ انکی تفصیل سے ہمکو اس انجمن کے اشغال و کارروائیان مانع ہین - ہم آج کل اس انجمن کی کارروائیون مین ایسے مصروف ہین کہ انکی تفصیل و بیان کی فرصت نہین رکہتے لاجرم انکی تفصیل کو دوسرے وقت پر چہوڑتے ہین اور بالفعل انکے اجمالی بیان سے ناظرین و ممبران انجمن کو جو بیرونجات مین ہین محظوظ کرتے ہین - از انجملہ ایک کارروای یہہ ہی کہ حسب قرارداد و تجویز معروضہ سابق دو سو ماہ روپیہ ماہواری مصارف مڈل اسکول کا تخمینہ انجمن مین پیش ہوا جسپر باتفاق رای ایک اشتہار کا مضمون تجویز ہوا کہ جو عنقریب شایع ہونے والا ہی - اور خاص لاہور کی ممبران انجمن ہمدردی و دیگر عماید اسلام سے چندہ وصول کرنے اور اسکے ترغیب دلانے کے لئی چند معزز اشخاص مقرر ہوئے ہین جسکی تعمیل عنقریب ہونیوالی ہے

(۲) ہندوؤن کے اس میموریل پر (جو اونہون نے بجاء اردو ہندی بہاشا جاری ہونے کے لئی گورنمنٹ مین بہیجا ہے) اس انجمن نے متعدد جلسون مین نکتہ چینی کے آخر اسکے جواب مین ایک عرضداشت تیار کرکے پنجاب مین عموماً اور ہندوستان مین خصوصاً ممبران انجمن ہمدردی کے پاس بہیجا کر ہزارہا اعیان و اشخاص اہل اسلام و اہل ہنود کا اسپر اتفاق رای حاصل کرکے انکو دستخط کرائے ہین - یہہ میموریل عنقریب گورنمنٹ مین روانہ ہونیوالا ہے - اس کارروائی مین انجمن نے نہ صرف مسلمانون سے ہمدردی کی ہے

ملکہ اپنے ہم وطن ہندوؤں سے ہی ہمدردی کی ہے کہ انکو اس فرقت کی روزگاری سے (جبکہ اردو کے اُٹھائی جانیسی اندیشہ و یقین کامل ہے) بچ جانیکی سبیل نکالدی ہے ؛

(۳) کمیشن تعلیم (جو گورنمنٹ کی طرف سے مقرر ہوئی ہے) کی شہادتون پر جو پریسیڈنٹ کمیشن کی طرف سے بغرض استصواب رائے انجمن میں پہنچی ہین یہہ انجمن غور کر رہی ہے وہ شہادتین اِس انجمن کے تعلیم یافتہ ممبران مین متداول ہو چکی ہین انجمن عنقریب اُن شہادتون کے جوابات گورنمنٹ مین پیش کریگی - اور تعلیم کی نسبت گورنمنٹ مین عمدہ رائے پیش کرکے ملک اور قوم کے ساتھہ اپنی ہمدردی عمل مین لاکر دکھادے گی - جن ممبران انجمن کیطرف سے ابھی اون شہادتون کے جوابات انجمن مین نہین پہنچے اُنکی خدمت مین التماس ہے کہ وہ بہت جلد اپنے جوابات ارسال فرماوین صاحب پریسیڈنٹ کمیشن تعلیم کی چٹھی مورخہ ۱۹ - مئی ۱۸۸۲ء مین (جو اِس انجمن مین موصول ہوئی ہے) ۱۰ جون تک جواب بھیجنے کا مطالب ہے -

(۴) عرضداشت محمدن ایسوسی ایشن (جو مسلمانان کلکتہ و حومۂ اہل اسلام کے حقوق کے مطالبے کے لئے گورنمنٹ مین پیش کی ہے اور وہ گورنمنٹ سے بواسطہ پریسیڈنٹ انجمن پنجاب اِس انجمن مین بغرض استصواب رائے کے پہنچی ہے) پر یہہ انجمن غور کر رہی ہے اور عنقریب اسمین عمدہ اور مفید رائے جسمین اہل اسلام کی سچی اور پوری ہمدردی پائی جاتی ہو گورنمنٹ مین پیش کرنیوالی ہے

(۵) اس انجمن کے لئے پیٹرن الفیخ حامی دمربی) تجویز کرنے کی بحث ہوئی - بعض ممبران کی یہہ رائے تھی کہ اس انجمن کے ممبر بنظر اسکے دنیاوی امور کے (جسکے نظر سے یہہ انجمن انجمن پنجاب کی شاخ ہے) نواب لفٹنٹ گورنر پنجاب وغیرہ پیٹرن مقرر کئے جاوین - چنانچہ انجمن پنجاب و گوردسنگھ سبھا کے وہ پیٹرن ہین مگر صرف اِس خیال سے کہ اس انجمن کو دینی امور سے زیادہ تعلق ہے اِسلئے اس انجمن کے لئے کسی اسلامی ریاست کے نواب کا پیٹرن ہونا ضروری ہے اسمین کئی ریاستونکے نوابون کا ذکر ہوا آخر اس خیال سے کہ چونکہ اس انجمن کے ممبر مختلف خیالات و مذاہب اسلامیہ حنفی اہلحدیث شیعہ سنی کے اشخاص ہین اسلئے اس انجمن کا پیٹرن وہ شخص ہونا چاہیئے جسکو سبھی اسلامی مذاہب حنفی اہلحدیث اہل تشیع وغیرہ سے یکساں ہمدردی کا خیال ہو اور کسی فرقہ سے تعصب

* یا طرفداری کی نگاہ نہو اور موذالک گورنمنٹ مین بھی پورا قرب و اعتبار ہو - ان صفات و شروط کا محل اس جلسہ مین صرف نواب صاحب ہوپال کو سمجھا گیا کیونکہ انکے تعصب نہونے اور سب اہل اسلام کے لئے عمدہ ہونے اور گورنمنٹ مین انکا قرب و اعتبار اون کا ذکر ہوا تھا پیٹرن ہونے کے نامزد ہوتے ہے اور انکا خلاصہ اغراض انجمن ممبر جلد ۳ مین چھپ چکا ہے - لہذا اتفاق رائے انکا پیٹرن ہونا قرار پایا اور یہی بات بحث باقی +

حدیث نبوی

اور

نیچری و عیسائی

اہل اسلام کے اتفاقی **اصول** دو ہین - **قران** اور **حدیث** - قرآن تو اصل اصول ہے حدیث بہی انکے نزدیک وجوب عمل مین قران کی مانند اور اُسیکے حکم مین ہے وہ جیسے قران کو وحی والہام جانتے ہین ویسے ہی حدیث کو وحی والہام مانتے ہین - فرق اتنا ہے کہ قران کو وحی متلو (بالفاظہ خدا کی طرف سے نازل ہوا اور پڑہا گیا) سمجھتے ہین - حدیث کو وحی غیر متلو (جو بلفظہٖ خدا کی طرف سے نازل نہین ہوا صرف اِسکے معنی کا نزول والقاء ہوا ہے) خیال کرتے ہین - اور نیز وہ قران کو قطعی الثبوت مانتے ہین - حدیث کو جو تواتر و شہرت کو نہین پہونچی ظنی الثبوت تسلیم کرتے ہین -

اصل دوم (حدیث نبوی) کو **عیسائی** تو مطلقاً لایق تسلیم نہین جانتے اور اوسکے لایق عمل و دست آویز ہونے پر کئی اعتراض کرتے ہین - **نیچری** گو بظاہر احادیث کو (اسی معنی کر جسکی تفصیل اشاعت السنۃ نمبر ۹ جلد ۳ مین گذری ہے) مانتے ہین مگر درحقیقت وہ بہی کسی حدیث کو لایق تسلیم نہین سمجھتے - اور اوسکے لایق عمل و دست آویز ہونے پر اس قسم کے اعتراض کرتے ہین - **اسمقام** مین دونون فریق کے اعتراضات کا جواب دیا جاتا ہے اور حدیث نبوی کا لایق عمل و دست آویز ہونا ثابت کیا جاتا ہے -

عیسائیون کے اعتراضات کا جواب تو ہمسے پہلے علماء نے بہت بسط و تفصیل سے دیدیا ہے اور اسباب مین متعدد تصانیف مین مفصل بحث موجود ہے اسلئے ہم انکے جواب مین اختصار عمل مین لاتے ہین - نیچریون کے اعتراضات کے جوابات ہنوز تفصیل طلب ہین -

انکو بسط و تفصیل سے حوالہ قلم کرتے ہین بہ توفیق اللہ تعالے

عیسائیون کے اعتراضات اور انکے جوابات

(۱) اعتراض - حدیث کے راوی و ناقل آنحضرت کے ازواج و اقربا ہین اسلئے اونکی روایت و بیان کا چندان اعتبار نہین ہے -

جواب دنیا مین جو ملت و مذہب ہے اور جسمو چکا ہی اوسکی ناقل و محافظ اس مذہب اور اسکے بانی کے دوست و صحبتی (قرابتی ہون خواہ اجنبی) ہوئی ہین وہ کونسا مذہب و ملت ہر جسکے رواج دینے اور بیان کرنے والے محض دشمن و مخالف ہی ہوئے ہین -؟

دور کیون جائین معترضین ہی کے مذہب کو کیون نہ دیکھہ لین - کیا اس مذہب کی کتاب (انجیل) اور بانی مذہب کے حالات و مقالات کے ناقل و راوی سب اس مذہب کے مخالف (یہود و ہنود و محمدی وغیرہ) ہین؟) کیا مریم اور یوسف نجار اور حواریین اور اونکی صحبتی جو اس کتاب و بانی کے حالات کے راوی ہین بانی مذہب (حضرت مسیح) کے قرابتی و صحبتی نہین ہین)؟

نقل و روایت ہر مذہب و ملت کے باب مین عقل و انصاف کے رو سے دار و مدار قبولیت و اعتبار ناقل کا چال و چلن (ضبط و عدالت وغیرہ) ہے جیسکہ اصل بانی مذہب کے صداقت بھی اوسکے چال و چلن سے دیکھی جاتی ہے - اسمین مجرد قرابت و اجنبیت و صحبت و ناآشنائی کو کچھہ دخل نہین ہے - اور جب چال و چلن عمدگی کے ساتھہ صحبت و قرابت بھی ملجاوے تو وہ دریافت حال اصل مذہب کے لئے عمدہ ذریعہ ہے مثل مشہور ہے صاحب البیت ادری بما فیہ یعنے گھر والا اس چیز کو خوب جانتا ہے جو اسمین ہوتی ہے ؛

(۲) اعتراض مولفین کتب حدیث نے آنحضرت کے حالات و مقالات کو بچشم خود نہین دیکھا

اور نہ اپنے کان ہی سُنا بلکہ آنحضرت کی وفات کے بعد لوگون کی سُنی سنائی باتون کو قلمبند کردیا ہے
جواب جب نقل و بیان مین مدار قبولیت و اعتبار ناقل کا حال ہوا (ضبط و عدالت ہی) تو
ناقل کی رویت و سماع نقل کے سچ اور جھوٹ ہونے مین دونون یکسان ہین - ایک شخص کا یہہ کہنا کہ مینے
فلان امر کو بچشم خود دیکھا اور یہہ کہنا کہ مینے وہ امر ایسے شخص سے سُنا ہی جسنے اسکا مشاہدہ کیا
سچ اور جھوٹ ہونے مین ایک حکم رکھتا ہے - اگر ناقل سچا ہے تو اوسکے وہ دونون قول سچ
اور مفید علم و اطمینان ہین - جھوٹا ہے تو دونون جھوٹ اور موجب شک ہین - یہہ نہین
ہوسکتا کہ سچا آدمی رویت کے بیان مین سچا ہو اور سماع کے بیان مین جو ایک سچے مشاہدہ
کرنیوالے سے اسکو حاصل ہے جھوٹا ٹہرے - اور نہ یہہ ہوسکتا ہے کہ اگر ایک جھوٹا آدمی کسی
امر مین اپنی رویت بیان کرے تو وہ اوسمین سچا سمجھا جاوے گو وہ اس بیان رویت کے
ساتھہ ہزار قسم کیون نہ کھاوے **بنا ء علیہ مثلاً** امام مالک کا یہہ کہنا کہ مینے فلان حدیث
نافع (ابن عمر کے مولے یعنے آزاد کردہ غلام) سے سُنی اونہون نے حضرت ابن عمر صحابی
سے اونہون نے آنحضرت سے - اور امام بخاری کا یہہ کہنا کہ مینے فلان حدیث مکی بن
ابراہیم سے سُنی اُسنے یزید بن ابی عبید (سلمہ بن اکوع کے مولی) سے اونہون نے سلمہ بن
اکوع صحابی سے اونہون نے آنحضرت سے - ایسا ہی جیسے کوئی آنحضرت کا صحبتی کہدے
کہ مینے یہہ بات آنحضرت سے سُنی ہے ؛

اگر ان راویون کی صداقت و عدالت ثابت ہے (چنانچہ محدثین نے ثابت کردکھائی ہے اور ہر
ایک راوی کی تولد و وفات و موضع سکونت و مواضع سفر و تعداد تلامذہ و مشائخ و ضبط
عدالت پر جو بحثین ڈال رکھی ہے جسکی نظیر اسلام کے سوا کسی مذہب کے راویون
مین پائی نہین جاتی) تو اونکا کہنا سچ اور مفید طمانیت ہے - اور اگر اونکی صداقت
مین کسیکو شبہہ ہے (چنانچہ مخالفین اسلام خیال کرتے ہین جسکو وہ کسی سند و دلیل
سے ثابت نہین کرسکتے) تو اس شخص کے نزدیک امام مالک و امام بخاری کا ایک

حدیث کو بواسطہ دو یا تین اشخاص کے بیان کرنا اور ایک صحابی کا بلا واسطہ اپنی رویت و مشاہدہ کو نقل کرنا دونون لایق اعتبار نہین ہین ؛

اسباب مین رویت و سماع مین فرق کرنا اور یہہ کہنا کہ ان راویون کا بیان رویت ہوتا تو سچ و لایق اعتبار تہا۔ انکا سماعی بیان جہوٹ اور موجب شک ہے۔ مغالطہ سے خالی نہین ہی۔ کیا اگر آنحضرت کی احادیث کو آنحضرت کے اصحاب (جنکو صحبت و مشاہدہ حاصل تہا) جمع کر دیتے تو حضرات عیسائی انکو مان لیتے اور مفید علم و طمانیت سمجہتے؟ حاشا وکلا وہ پہر بہی احادیث کو نہ مانتے جیسا کہ اب قران کو جو زمانہ صحابہ مین جمع ہو چکا ہے وہ نہین مانتے۔ اسکا سر واصل اصول یہی ہے کہ وہ اوسکے راویون اور ناقلون کو سچا نہین سمجہتے۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ انکے نزدیک بہی مدار قبولیت و اعتبار راوی کی صداقت و عدالت ہے۔ پہر اب انکا یہہ کہنا کہ حدیث مشاہدہ و رویت والون نے جمع نہین کی اسلئے لایق اعتبار نہین ہے ایک بہانہ اور مغالطہ نہین تو کیا ہے۔؟

اور اگر حضرات عیسائیون کے نزدیک قبولیت و اعتبار کا مدار خاصکر مشاہدہ اور رویت ہے اور سماعی بیان انکے نزدیک کسیوجہہ سے لایق اعتبار نہین ہے تو اونکو مناسب ہے کہ اناجیل اور اوسکے ملحقات کو بہی نہ مانین جبتک کہ اپنی ہی گروہ کے اتفاقی روایات مشاہدہ سے ثابت نہ کرلین کہ جو کتاب (انجیل متی† یا انجیل یوحنا وغیرہ) کسیکی طرف منسوب ہی یہہ اسنے اپنے ہاتہہ سے لکہی ہے۔ اور جو کچہہ اسمین مذکور ہے وہ سب مصنف کے مشاہدہ و رویت مین آچکا ہے۔ ؛

مشرق سے مغرب اور جنوب سے شمال تک کے عیسائی جمع ہونگے تو قیامت تک اسبات کو ثابت نکر سکین گے۔ ؛

ہمارے اس بیان کو کوئی مبالغہ سمجہے تو ان اختلافات کو جو انجیلون کی تالیف و تحریر کی نسبت ان ہی کی کتابون مین پایا جاتا ہے اور اسکا خلاصہ اعجاز عیسوی و نوید جاوید

† انجیل متی کا پہلا و دوسرا باب مشاہدہ سے نہین لکہا گیا جس سے سماع ہے اوسکا بہی ذکر و ثبوت نہین۔ انجیل یوحنا کی نسبت بعض عیسائیونکا خیال ہے کہ یہہ دوسری صدی مین لکہی گئی ہے کسی طالب العلم مدرسہ اسکندریہ نے لکہکر یوحنا کے نام سے مشہور کر دی۔

مین موجود ہے دیکہ لے - ہم ان پرانے مباحثات کی تفصیل کو اسمقام مین ضروری نہین سمجھتے
مین انصاف سے (نہ طرفداری مذہبی سے) کہتا ہون کہ جسقدر اہل اسلام کی صحیح حدیثون مین
رویت و مشاہدہ کا اثر و ثبوت پایا جاتا ہے انجیل اور اوسکے ملحقات مین نہین ہے
صحیح بخاری یا صحیح مسلم یا اور جس کتاب ملتزم الصحۃ کو کہولکر دیکہا جاتا ہے تو اوسمین آنحضرت
کا ہر قول و فعل اگرچہ ابتداء اور وسط اسناد کی نظر سے سماعی معلوم ہوتا ہے مگر اسکا
سلسلہ اخیر رویت و مشاہدہ کی طرف منتہی ہوتا ہے - یعنی گو مصنف سے لیکر تابعی راوی تک
ایک کو دوسرے سے صرف سماع ہوتی ہے مگر آخر حدیث صحابی تک پہنچتی ہے جسکو رویت
و مشاہدہ حاصل ہے - اور بیچ والے راویون مین سے ہر ایک کو اپنے اوپر والے کی رویت
و سماع و لقاء حاصل ہے اور ہر ایک کی عدالت و صداقت بہی بخوبی ثابت ہو چکی ہے اور
یہہ سب امور ایسے ثابت و معلوم ہین جیسے کہ اس صحابی کی رویت جسنے اصل حدیث کو
آنحضرت سے سنا - یا انکے فعل کو دیکہا - اس نظر سے کہا جا سکتا ہے کہ جسنے ایک
حدیث کو صحیح بخاری یا مسلم مین دیکہا اور اوسکی صحت کو راویون کی عدالت و
ضبط و لقاء و سماع مین خوب چہان بین کر کے ثابت کر لیا تو گویا* اس حدیث کو آنحضرت
سے بگوش سنا اور بچشم خود دیکہہ لیا ؛

اور یہہ امر انجیلون اور اوسکے حواشی مین جو اب عیسائیون کے ہاتہہ مین ہین پایا نہین جاتا

---

* اس لفظ گویا مین (جو حرف تشبیہ ہی) اسبات کی طرف اشارہ ہی کہ بالواسطہ سننا بعینہ
بچشم خود دیکہنا نہین ہے بلکہ دونون ایک سی ہین اور ایکدوسرے کے حکم مین ہین اور وجوب تسلیم
و قبول مین اس سے ملحق - یہہ اسلئے کہا گیا ہی کہ خبر معاینہ کی مثل نہین ہی ؎ شنیدہ کے بود
مانند دیدہ ؛ بیشک خبر صادق مفید علم و ایمان ہے مگر مشاہدہ اور بہی موجب اطمینان
ہے چنانچہ آیۃ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلٰی وَلٰکِنْ لِّیَطْمَئِنَّ قَلْبِیْ اسپر شاہد ہے مگر اس ترجیح
کا یہ لازمہ نہین ہی کہ خبر بالکل بے اعتبار ہے - یہہ کہنا بہی ایسا غلط ہے جیسا کہ خبر کو عین مشاہدہ کہنا

کوئی اتفاقی سند و دلیل سے نہین بتا سکتا کہ جن لوگون (یوحنا و لوقا وغیرہ) کی طرف یہہ کتابین منسوب ہین یہہ انکے ہاتہہ کی یا انکے سامنے لکہی گئی ہین اور جو باتین از قسم منقولات و محسوسات انمین مذکور ہین وہ سبہی انکے مشاہدہ و رویت کی باتین ہین۔ اِس **نظر** سے کہا جا سکتا ہے کہ صحیح بخاری رویت و مشاہدہ کی طرف مستند و منتہے ہونے مین انجیل سے بڑہکر ہے بڑہکر نہ مانی جاوے تو مساوی ہونے مین کسیکو جائی عذر نہین ہے۔

مجہے عیسائیون پر اور نیچریون اور ان حاف نیچری مسلمانون پر افسوس آتا ہے جو موجودہ انجیل وغیرہ کو کتب احادیث پر ترجیح دیتے ہین اور یہہ خیال نہین کرتے کہ جو مشاہدہ و رویت کیطرف استناد کتب حدیث مین پایا جاتا ہے اون کتب مین اونکا وجود کہان ہے۔

شاید کسیکو یہہ **خلجان** ہو کہ انجیلون مین تواتر پایا جاتا ہے اور یہہ کتب حدیث مین کہان ہے پس کتب حدیث کی ترجیح یا مساوات اناجیل سے کیونکر متصور ہے

اِسکا ازالہ یون ہو سکتا ہے کہ مصنف سے پیچہے اور نیچے اُترکر تواتر کا دعوی ہے تو یہہ تواتر بیکار ہے موجب ترجیح نہین ہو سکتا تواتر معتبر و موجب ترجیح وہ ہے جسکی ابتدا اور وسط اور انتہا سبہی مراتب مین کثرت ہو۔ نہ وہ جسکے ابتداء مین وحدت ہو صرف وسط یا آخر مین کثرت ہو گئی ہو اور اگر یہہ دعوی ہے کہ اناجیل مصنفون اور اصل لکہنے والون سے بتواتر منقول ہین تو یہہ دعوی بلا دلیل ہے ہمنے تواتر کو معاف کیا ہمکو کوئی ایک دو ہی سندون سے ان کتابونکا مصنفون سے منقول ہونا ثابت کر دکہائے مگر ہم اُمید نہین رکہتے کہ کوئی عیسائی کسی سند متصل سے کسی انجیل کو اسکے مولف سے ثابت کر سکے۔ ہان اِس تواتر کا دعوی اہل اسلام کتب حدیث مین کر سکتے ہین اور ہر ایک کتاب حدیث کو مصنف تک متواتر سندون سے پہونچا سکتے ہین ❖

فربری۔ شاگرد امام بخاری سے منقول ہے کہ صحیح بخاری کو امام بخاری سے نوے ہزار (۹۰۰۰۰) اشخاص نے

سُنا اور روایت کیا و علے ہذا القیاس ٭

پس حضرات عیسائیون کو مناسب ہے کہ اگر کتب حدیث کو سماعی ہونے کی وجہ سے بے اعتبار جانتے ہین تو اپنی کتب مین حدیث سے بڑھکر رویت ومشاہدہ ثابت کرین اور نہین تو اپنی کتب مین اسیقدر رویت ومشاہدہ بہم پہونچاوین جسقدر کتب حدیث مین موجود ہے۔ ورنہ اس طعن بیجا اور نکتہ چینی نارواسے باز آوین اور اپنی کتاب کی اس نصیحت پر عمل کرین۔ کیون اس تنکی کو جو تیرے بھائی کی آنکھہ مین ہے دیکھتا ہے۔ اور اس شہتیر کو جو تیری آنکھہ مین ہے نظر نہین کرتا (متے ۷-۳)

(۳) اعتراض۔ اکثر احادیث کا مضمون نفس الامر اور عقل کے مخالف ہوتا ہے

جواب۔ یہہ محض مغالطہ ہے ایسی کوئی حدیث صحیح نہین ہے جسکا مضمون عقل اور واقع کے مخالف ہو۔ اور اگر اس قسم کی احادیث سے معترضین وہ حدیثین مراد رکھتے ہین جو امور خلاف عادت (از قسم معجزات وکرامات) کے ذکر پہ مشتمل ہین یا وہ احادیث جو امور مجہول الکنہہ (جنکی حقیقت اور کیفیت معلوم نہین جیسے احوال بہشت واحوال دوزخ وبرزخ) کے متضمن ہین تو اوسکو نفس الامر اور عقل کے مخالف کہنا خوش فہمی ہے خلاف عقل اور خلاف عادت مین صریح فرق ہے ایسا ہی مجہول الکنہہ اور معلوم البطلان مین ظاہر فرق ہے لہذا جو امر وقوع مین آوے (خلاف عادت مستمرہ کیون نہو) اسکو خلاف عقل اور مخالف واقع نہین کہا جاسکتا۔ ایسا ہی جو امر مجہول الکنہہ ہو اسکو باطل وخلاف عقل کہنا ناروا ہے اِن باتون کو ہم سابقاً بہ تفصیل ثابت کر چکے ہین (دیکھو اشاعت السنہ نمبر ۸ جلد ۲ وغیرہ)۔

اور اگر حضرات عیسائی یا اور کوئی قائلین ملت سماوی اس فرق صریح کو نہ مانین اور خلاف عادت کو خلاف عقل اور مجہول الکنہہ کو معلوم البطلان قرار دی تو پہلے اپنے مذہب سے

دست بردار ہو جاوے۔ ٭

دنیا مین ایسا کونسا مذہب سماوی ہے جسمین ایسے امور خلاف عادت و مجہول الکنہہ کا ذکر و بیان نہین ہے کیا حضرات عیسائی معجزات انبیاء خصوصاً مسیح علیہ السّلام کے قایل نہین ہین اور انکے اعتقاد و مذہب مین ایسی باتین جنکی حقیقت و پوری کیفیت سمجہ مین نہ آوے موجود نہین ہین؟ ٭

(۴) اعتراض - بہت سی احادیث قرآن کے مخالف ہین چنانچہ قرآن مین آنحضرت کے معجزات دکہانے کی نفی وارد ہے۔ اور احادیث مین آنحضرت کے بہت سے معجزات کا اثبات ہے۔ ٭

(۵) اعتراض - بہت سی احادیث باہم مخالف ہین - ایک حدیث مین کچہہ بیان ہے دوسری مین اسکے برخلاف کچہہ اور۔

جواب ہر دو اعتراض۔ ظاہری تخالف و اختلاف (جسکو ظاہر بین حقیقت سے ناواقف تخالف سمجہتا ہے) تو ہر مذہب و ملت بلکہ ہر شخص کے اقوال مین پایا جانا اور پیدا ہو سکتا ہے۔ ورنہ جاؤ اپنی ہی مقدس کتب کو دیکہہ لو انمین معجزات مسیح کا اثبات بہی موجود ہے اور مسیح کا قول اسکے نفی مین بہی مروج ہے (دیکہو متی باب ۳ سے ۴ باب ۱۳-۳۹ - باب ۱۶-۴ پرقس باب ۸-۱۱ وغیرہ)

مگر حقیقت شناس و انشمند ایسے ظاہری تخالف کو حقیقی تخالف نہین سمجہتے اور ثبوت و تحقیق تخالف کے لئے اقوال متخالفہ کا اٹہہ امور مشہورہ+ مین اتحاد شرط ٹہراتے ہین اور حقیقی تخالف (جسمین ان امور مین اتحاد متحقق ہو) نہ حدیث کو قرآن سے نہ ایک حدیث صحیح کو دوسری حدیث صحیح سے ٭

+ وہ امور یہ ہین جو ان اشعار مین مذکور ہین ؎ در تناقض شرط وحدت شد ثمان ای دوحدت موضوع و محمول مکان و جزو کل قوت و فعل است در آخر زمان

؎ دور زمان مین مسئلہ تثلیث ہے کو دیکہہ لین - کیا یہ انکے نزدیک مجہول الکنہہ و نامعلوم الکیفیت نہین ہے؟ یہہ ہمنے بطور تنزل کہا ہے ورنہ ہمارے خیال مین تو یہہ تثلیث معلوم البطلان ہے

اسی معجزہ کی نفی کو جو قران مین ہے) اور اثبات کو (جو حدیث مین ہی) سمجھ لو ان دونون مین صرف ظاہری تخالف ہے حقیقی تخالف نہین ہی۔ قران مین جو نفی ہے وہ خاص اسی موقع پر ہے جس موقع پر وہ آیۃ قران نازل ہوئی ہے۔ اور جو حدیث یا اور آیات قران مین معجزات کا اثبات و ذکر ہے یہہ دوسرے مواقع پر ہے۔ اسی قسم کا ظاہری تخالف باہم احادیث مین پایا جاتا ہے۔ ابن خزیمہ محدث کا قول ہے چنانچہ ابن الصلاح نقل کیا ہے

لا اعرف انہ روی عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم حدیثان صحیحین متضادین فمن کان عندہ فلیاتنی بہ لالف بینہما (علوم الحدیث ابن الصلاح) ؎

کہ مین کوئی ایسی دو حدیثین صحیح نہین پاتا جن مین آپس مین حقیقی تناقض ہو جسکے پاس ایسی حدیثین ہون وہ میرے پاس لاوے مین اونکو باہم ملادون۔ ؎

ان اعتراضات کے جوابات مین ہمارے علماء نے بہت تفصیل کی ہے اور بالمقابلہ انجیل کا بہت کتابون سے اور ایک انجیل کا دوسری انجیل سے متخالف و متضاد ہونا نہایت بسط سے بیان کیا ہی ہم اون پرانی مباحث کا نقل کرنا پسند نہین کرتے۔ اسباب مین جو ہمارے خیال مین آیا اُسیکے بیان پر اکتفا کیا گیا ؎

پنجیرون کے اعتراضات اور اونکے جوابات

(۱) **اعتراض**۔ تمام علماء اور محدثین اس بات پر متفق ہین کہ روایت احادیث بلفظہ نہین بلکہ بالمعنی ہے یعنی احادیث مرویہ کے لفظ بعینہ وہ لفظ نہین جو رسول خدا نے فرمائے تھے بلکہ راویون نے انکا مطلب اپنے لفظون مین بیان کیا ہے۔ اور بخاری و مسلم کی حدیثین بھی ایسی ہین اور اسیطرح پر روایت ہوئی ہین پس ہم اسکے ہر ہر لفظ کو صاحب وحی کیطرف منسوب نہین کر سکتے بلکہ صحابی اور تابعی کی طرف بھی بالجزم نسبت نہین

کر سکتے کیونکہ ممکن ہی کہ وہ سب الفاظ اخیر راوی کے ہون جنسے بخاری یا مسلم یا اور کسینے روایت کی بلکہ کیا عجب ہی کہ بعض مقام پر خود بخاری یا دوسری مصنف جامع حدیث کے لفظ ہون (۔ اسکی تائید مین معترض نے دو حدیثین بہی بخاری کی نقل کی ہین جنکے الفاظ مختلف اور معنی ایک ہین۔ آخر اس بحث وکلام سے یہہ بہی نتیجہ نکالا ہے کہ جسقدر احکام احادیث کے لفظون سے نکالے جاتے ہین وہ سب اجتہادی احکام ہین جو خطا و صواب دونون کا احتمال رکہتے ہین اور کہا ہے کہ ممکن ہے کہ وہ احکام رسول خدا کے مقصود نہون۔ **اس** اعتراض سے معترض نے اسلام کے اکثر حصہ پر بٹہ صاف کیا ہے کیونکہ اکثر احکام اسلام اسی حدیث کے الفاظ و معانی سے ثابت ہوتے ہین۔ معترض نے الفاظ حدیث کو تو یون اوڑا دیا ہی کہ یہہ آنحضرت کے الفاظ نہین ہین۔ معانی کو یون ساقط الاعتبار ٹہرایا کہ یہہ سب علماء کے اجتہادیات ہین تو گویا اپنے زعم مین اسلام کا کام تمام کیا لہذا اس اعتراض کا جواب اسلام کے حامی ماننے والون کو بہت توجہ سے سننا لازم ہے

جواب۔ معترض کا سبہی احادیث کو روایت بالمعنے کہنا۔ پہر اسپر تمام علماء و محدثین کے اتفاق کا دعوے کرنا محض غلط اور خلاف واقع ہے ؛

تمام محدثین اور علماء کا اتفاق تو دور و بالا تر ہے۔ معترض ہمکو کسی ایک یا دو عالم محدث کی شہادت سے ثابت کرے کہ جو احادیث کتب حدیث مین موجود ہین یہہ سب بالمعنے روایت کی گئی ہین۔ ورنہ اس خلاف بیانی سے باز آوے وہ نہ باز آوے تو اوسکے اتباع ہی اسکے اس قسم کے دعاوی سے اسکی صداقت وعلمیت کا اندازہ کرین اور اسکے اتباع سے بچین ؛

بیشک اکثر علماء محدثین و فقہا کے نزدیک حدیث کو بالمعنے روایت کرنا خاص ایسے شخص کے لئے جو معنی حدیث سے خوب واقف ہو اور اوس تغیر و تبدل کو

تو صرف اِسکے خطبہ* ہی کو دیکھہ لین اسمین روایات مختلف الالفاظ کی قلت کو کس وضاحت سے بیان کیا ہے۔

مین امید کرتا ہون اور اسپر یقین رکھتا ہون کہ جسکو حدیث کے کوچہ مین اتفاقی گذر بھی ہوا ہوگا اور اُسنے دو چار ورق مشکوۃ یا بلوغ المرام کی احادیث کو اصل کتب حدیث سے مطابق کرکے دیکھا ہوگا وہ میری اس شہادت (اول) مین سرمو شک نکریگا۔

شہادت دوم۔ بعض احادیث مین ہم صاف دیکھتے ہین کہ راوی دو لفظ مترادف (ہم معنے) سے ایک کے ذکر پر اکتفا نہین کرتا اور دوسرے لفظ کو (باوجودیکہ اِسکے معنے پہلے لفظ مین آجاتے ہین) ترک نہین کرتا اور شک و تردد کے ساتھہ یون کہتا ہے کہ آنحضرت یا صحابی یا اور نیچے کے راوی نے یون کہا ہے یا یون فرمایا۔ اور بعض راوی جو الفاظ حدیث مین تردد و شک ظاہر نہین کرتے وہ اِسکے آخر مین یہہ الفاظ کہدیتے ہین او کما قال وھکذا او نحوہ۔ یعنے جو ہمنے روایت کیا ہے یعینہ آنحضرت نے فرمایا ہے یا اسکی مثل یا ہم شکل کچھہ اور فرمایا ہے

ابو الدرداء (صحابی) سے مروی ہے کہ جب وہ آنحضرت سے حدیث نقل کرتے تو فرماتے کہ

کان ابو الدرداء اذا حدث بحدیث عن رسول اللہ صلعم قال ھذا او نحوہ او شبیہ

آنحضرت نے یہہ فرمایا اسکی مثل یا مشابہ یا ہم شکل کچھہ اور

ابن مسعود صحابی سے نقل ہے کہ جب وہ آنحضرت سے حدیث نقل کرتے

ان ابن مسعود اذا احدث عن رسول اللہ صلعم فی الایام

اونکا چہرہ خوف کی شدت سے متغیر

* مشکوۃ کے شروع مین کہا ہے کہ مین مصابیح کی احادیث کو اسطرح نقل کرتا ہے جیسے کہ آئمہ محدثین بخاری مسلم وغیرہ نے اپنی کتابون مین روایت کیا ہی۔ پھر کہا ہی کہ اگر تو میری کتاب کی حدیث اور مصابیح کی حدیث مین کچھہ اختلاف دیکھے تو یہہ طرق حدیث کے تعدد سے ہے اور اِسکو تو بہت ہی کم پاویگا (وقلیلا ما تجد)

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

تو صرف اِسکے خطبہ* ہی کو دیکھ لین اسمین روایات مختلف الالفاظ کی علت کو کس وضاحت سے بیان کیا ہے۔

مین امید کرتا ہون اور اسپر یقین رکھتا ہون کہ جسکو حدیث کے کوچہ مین اتفاقی گذر بھی ہوا ہوگا اور اُسنے دو چار ورق مشکوۃ یا بلوغ المرام کی احادیث کو اصل کتب حدیث سے مطابق کرکے دیکھا ہوگا وہ میری اس شہادت اول) مین سرمو شک نکریگا۔

شہادت دوم۔ بعض احادیث مین ہم صاف دیکھتے ہین کہ راوی دو لفظ مترادف (ہم معنے) سے ایک کے ذکر پر اکتفا نہین کرتا اور دوسرے لفظ کو (باوجودیکہ اِسکے معنے پہلے لفظ مین آجاتے ہین) ترک نہین کرتا اور شک و تردد کے ساتھہ یون کہتا ہے کہ آنحضرت یا صحابی یا اور نیچے کے راوی نے یون کہا ہے یا یون فرمایا۔ اور بعض راوی جو الفاظ حدیث مین تردد و شک ظاہر نہین کرتے وہ اِسکے آخر مین ہم الفاظ کہدیتے ہین او کما قال و ھکذا او نحوہ۔ یعنے جو ہمنے روایت کیا ہے بعینہ آنحضرت نے فرمایا ہے یا اسکی مثل یا ہم شکل کچھہ اور فرمایا ہے

ابو الدرداء (صحابی) سے مروی ہے کہ جب وہ آنحضرت سے حدیث نقل کرتے تو فرماتے کہ

کان ابو الدرداء اذا حدث بحدیث عن رسول اللہ صلعم قال ھذا او نحوہ او شبیہ	آنحضرت نے یہہ فرمایا اسکی مثل یا مشابہ یا ہم شکل کچھہ اور

ابن مسعود صحابی سے نقل ہے کہ جب وہ آنحضرت سے حدیث نقل کرتے

ان ابن مسعود اذا حدث عن رسول اللہ صلعم قال الایام	اونکا چہرہ خوف کمی بیشی سے متغیر

* مشکوۃ کے شارح مین کہا ہے کہ بغیر مصابیح کی احادیث کو اسطرح نقل کیا ہے جیسے کہ آئمہ محدثین بخاری مسلم وغیرہ نے اپنی کتابون مین روایت کیا ہی۔ پھر کہا ہی کہ اگر تو میری کتاب کی حدیث اور مصابیح کی حدیث مین کچھہ اختلاف دیکھے تو یہہ طرق حدیث کے تعدد سے ہے اور اِسکو تو بہت ہی کم پاویگا (وقلیلا ما تجد)

بقیہ مضمون نمبر ۴

(ہندوستان کے حدیث پر عمل کرنیوالے وہابی نہین)

لایق توجہ گورنمنٹ

مطالب کو غور سے دیکھین گے تو ڈاکٹر صاحب کی یہہ بہی غلطی ظاہر ہوجاوے گی صاحب موصوف نے اول صراط المستقیم کا ذکر کیا ہے (یہہ وہ کتاب ہی جسکو سنہ ۱۲۴۲ ہجری مطابق سنہ ۱۸۱۸ع مین مولوی محمد اسمعیل صاحب دہلوی نے تصنیف کیا تہا) اِس کتاب مین صرف ایک مقام پر جہاد کا ذکر ہے پس صاحب موصوف نے اپنی کتاب کے صفحہ ۴۶ مین جو کچہ اِسکے متعلق لکہا اور ترجمہ کیا ہے وہ بالکل صحیح نہین ہے صحیح یہہ ہے جیسا ہم لکہتے ہین -

"باید دانست کہ جہاد امریست کثیر الفواید عمیم المنافع کہ منفعت آن بوجوہ متعدد بجمہور انام میرسد مثابہ باران چون منفعتش نبات وحیوان وانسان را احاطہ کردہ ومنافع این امر عظیم دو قسم ہست منفعت عامہ کہ مومنین مطیعین وکفار متمردین ومنافقین ملکہ جن وانس وحیوان ونبات دران اشتراک میدارند ومنافع مخصوصہ بجماعات خاصہ یعنی بعضے اشخاص را منفعتے حاصل میشود وبعضے دیگر را منفعتے دیگر اما منفعت عامہ پس بیانش آنکہ چنانکہ بہ تجربہ صحیح ثابت شدہ کہ بسبب عدالت حکام ودیانت اہل معاملات وسخا وجود ارباب اموال ونیک نیتی جمہور انام برکات سماویہ مثل نزول باران برقت وکثرت نبات وانفاق مکاسب ومعاملات ودفع بلایا وآفات

ونمو اموال وظهور ارباب هنر کمال بیش از بیش متحقق میگردد وهمچنین مثل آن بلکه صد
چندان ازان بسبب شوکت دین حق وعروج سلاطین متدینین وظهور حکومت ایشان
در اقطار واکناف زمین وقوت عساکر ملت حق وانتشار احکام شرع در قرے وامصار
بظهور میرسد چنانچه حال هندوستان با حال روم وتوران در نزول برکات سماویه
باید سنجید بلکه حال هندوستان را درین جزو زمان که سنه ۱۱۳۳ یکهزار ودوصد وسی وسوم
هست که اکثرش درین ایام دارالحرب گردیده وبحال همین ولایت که پیش ازین دوصد
یا سه صد سال بوده درنزول برکات سماویه وظهور اولیاے عظام وعلماے
کرام قیاس باید کرد"

علاوه اسبات کے ڈاکٹر صاحب نے اس عبارت کا ترجمہ غلط کیا ہے اس جملہ کو بھی
ترک کردیا ہے "دو تجربہ صحیح" جو تمام عبارت کی بنیاد ہے بلاشبہہ مولوی اسمعیل صاحب
نے اپنی کتاب کے اس فقرہ مین عام طور پر جہاد کا ذکر ضرور کیا ہے مگر اس جہاد کا ذکر ہے
جسکا وجوب یا جواز بہت سی شرطون کے ساتھہ مشروط ہے کچھہ مولوی اسمعیل صاحب
نے سکھون یا ہندؤن یا انگریزون کا ذکر نہین کیا پس اُن کی ایسی کتاب مین سے جو فقہ کی
اور کتابون کی مانند جہاد کی فصل پر بھی مشتمل ہے ڈاکٹر صاحب کا اس خاص فقرہ کو نقل
کرنا اور اس پر یہہ راے دینا کہ یہہ انگریزون کی نسبت ہے ہرگز ڈاکٹر صاحب کے شایان
حال نہین ہے جہان مولوی اسمعیل صاحب نے حکام کے انصاف اور اہل معاملات کی
دیانت اور مال دارون کی سخاوت کا ذکر کیا ہے وہان مولوی اسمعیل صاحب نے خاص
مسلمان حاکمون کا انصاف وغیرہ مراد نہین لیا بلکہ علے العموم اسکا یہہ مطلب ہے
کہ جو لوگ خواہ وہ کسی مذہب کے ہون ان صفات کے ساتھہ موصوف ہون گے وہ
خدا کے فضل وکرم کے مستحق ہونگے ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے اسبات پر بھی گرفت کی ہے
کہ مولوی اسمعیل صاحب نے اپنی کتاب مین ہندوستان کی اس حالت سے جو سولہوین اور

سترہوین صدی مین تہی اور اس حالت سی جو انیسوین صدی مین ہی باہم مقابلہ کیا ہی جس سی گورنمنٹ انگریزی کے عہد کی برائی ثابت ہوتی ہی مگر مقام تعجب کا ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے اپنی اس رائے کے ظاہر کرتی وقت اسبات کا خیال نکیا کہ اٹہارہوین صدی کے وسط زمانہ تک تو ہندوستان مین مسلمانونکی ہی حکومت رہی تہی اور مولوی اسمعیل صاحب نے اپنے اس بیان مین اس عہد کو بہی ۱۸۱۸ء کی مانند برا بیان کیا ہے پس اگر مولوی اسمعیل کے بیان کی نسبت یہہ گرفت صحیح خیال کیجاوے تو یہہ بات سمجہہ مین نہین آتی کہ اگر مولوی اسمعیل صاحب اٹہارہوین صدی کے وسط مین ہوتے تو وہ خود اپنے ہی گورنمنٹ کے حق مین جہاد کا وعظ کہنا کیسے جایز سمجہتے ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے لفظ دار الحرب کے ترجمہ کی صحت کا بہی خیال نہین فرمایا کیونکہ انہون نے اسکا ترجمہ دشمن کا گہر لکہا ہے اسلئے کہ اس صورت مین انہین کے دلایل کے بموجب وہ تمام مسلمانون کو بغاوت سے باز رکہتا ہے جو مضمون اس عالم ڈاکٹر نے انگلشمین مطبوعہ ۱۶ مئی ۱۸۷۱ء مین چہپوایا ہے اسکا بہی خلاصہ ذیل مین لکہا جاتا ہے۔ ہم یہہ بات ثابت کر چکے ہین کہ مسلمانون کی تمام معتبر کتابون کے بموجب ہندوستان دار الاسلام نہین رہا بلکہ اب دار الحرب ہو گیا ہی پس جو مسلمان رعایا اب زیادہ پر جوش ہی خود اسکی حق مین بہی اور نیز ہماری حق مین بہی یہہ بات کچہہ خفیف نہین ہی کہ ہندوستان اب دار الحرب ہو گیا ہے اور اس صورت مین ان پر ہم سے بغاوت کرنا اور اس کو پہر دار الاسلام بنانا فرض نہین ہے مگر ہم اپنے پہلے مضامین مین یہہ بات ثابت کر چکے ہین کہ ہندوستان اب دشمن کا ملک ہے اس سبب سے اس زمانہ کے مسلمانون کو اپنی کتابون کے بموجب فرض ہے کہ وہ ساکت رہین کیونکہ اس کی جواب دہی اُن کے ذمہ نہین ہے بلکہ اسمین خدا کی مشیت غالب ہے اور بناوٹ کرنے سے جن خطرات کا احتمال اُن کے مذہب کی نسبت ہے وہ احتمال اسبات پر انکو مجبور کرتا ہے کہ وہ جہاد کو ناجایز سمجہین ؛

صراط المستقیم اُن چودہ کتابون مین سے پہلی کتاب ہے جنکی نسبت ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے
اپنی کتاب کے صفحہ ۶۶ مین یہہ تحریر فرمایا ہی کہ وہ "جن کتابونکے وہابی لوگ زیادہ معتقد
ہین انکے نام سننے سی یہہ بات معلوم ہوتی ہے کہ ان مین بغاوت اور فساد کا ذکر ہی"
مگر مین اپنے پہلے مضمون مین یہہ بات بخوبی ثابت کرچکا ہون کہ اس کتاب کو گورنمنٹ
انگریزی پر جہاد کرنے سے کچھہ تعلق نہین ہی ایک اور مقام پر ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے
اپنی کتاب کے صفحہ ۶۵ و ۶۶ مین پیشین گوئیون کی **ایک نظم رسالہ کا**
ذکر کیا ہے مگر میری دانست مین جو مطلب اسکا ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے بیان کیا ہے
وہ محض غلط ہے اس لئے کہ وہ رسالہ اور مثنوی جسکو مولوی کرم علی ساکن کانپور
نے تصنیف کیا تہا ۱۸۲۶ء اور ۱۸۳۱ء کے درمیان اسوقت تصنیف ہوئی تہی جو
سید احمد صاحب سکہون پر جہاد کر رہے تہے پس ایسی کتابون اور ایسے رسالون
کے ذکر کرنے سے بجز اسکے کہ ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے اپنی کتاب کی رونق تصور
کی ہے اور کچھہ فایدہ نہین ہی اور جن دلایل سے اُنہون نے اس امر کا ثبوت
چاہا ہے کہ ملکہ معظمہ پر جہاد کرنا مسلمانون کا فرض ہے ان دلایل کو ان رسالون
اور قصیدون کے ذکر سے کچھہ بہی تقویت نہین ہوتی اور جب ان رسالون کے
معنے کو غور سے دیکہا جاتا ہے تو کوئی بات اِن مین ایسی نہین معلوم ہوتی جسکی
نسبت یہہ گمان ہوسکے کہ وہ گورنمنٹ انگریزی سے لوگون کو باغی بنانے کے لئے
لکہے گئے تہے اور اگر اِس مضمون کے دیکہنے والے اِن ابیات کا خیال کرین کہ یہہ رسالے
کس زمانہ مین تصنیف ہوئے تہے تو اُنکو خود ہی معلوم ہوجاویگا کہ اُنمین دراصل کن
لوگون سے خطاب ہے اور اِس سبب سے مین ڈاکٹر صاحب کے اِس فقرہ کی صحت
و عدم صحت کا تصفیہ ناظرین حق پسند کی منصفانہ رای پر چہوڑتا ہون کہ
وہابیون نے نظم و نثر مین انگریزون پر جہاد کرنے کے باب مین اِس کثرت سے کتابین

تصنیف کی ہین کہ اگر ان سبکا نہایت مختصر خلاصہ کیا جاوے تو بہی ایک بڑی عجم کی کتاب تصنیف ہو"

تیسری کتاب شرح وقایہ عربی ہے جسکو مین اور تمام ہندوستان کے مسلمان جانتے ہین اور جسکو تصنیف ہوئے بہی کئی سو برس کا عرصہ ہو چکا ہے کہ یہہ کتاب حنفیون کی درسگاہات مین ہے اور قطع نظر اس سے کہ وہ وہابیون کے نزدیک معتبر ہے یا غیر معتبر یہہ بات ظاہر ہے کہ وہ ہندوستان مین اس فرقہ کے پیدا ہونے سے بہت پہلے موجود تہی اور اس مین جہاد کی بابت صاف یہہ لکہا ہے کہ وہ سچے مسلمانون پر اسوقت فرض ہے جبکہ کفار مسلمانون کو ایذا پہونچاوین چنانچہ اس بات کو خود ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے بہی اپنی کتاب کے صفحہ ۶۶ مین صراحتاً تسلیم کیا ہے - ؛

چوتہی کتاب شاہ نعمت اللہ ولی کشمیری کا (جنہونے ۸۲۸ھ ہجری مطابق ۱۴۱۹ء مین وفات پائی) ایک پرانا قصیدہ ہے جس مین اُنہون نے بطور پیشین گوئی یہہ لکہا ہے کہ گورنمنٹ انگریزی کو ایک وقت مین زوال ہوگا اور اسی قسم کی اس مین اور چند پیشین گوئیان ہین جنکا ذکر ڈاکٹر صاحب نے صفحہ ۶۳ مین کیا ہے مگر تعجب کی بات ہے کہ جس مقام پر پہلے ڈاکٹر صاحب نے وہابیون کی عقاید کا حال بیان کیا تہا وہان اُنہونے یہہ بہی لکہا تہا کہ وہابی لوگ اولیا اللہ کی کرامت کے قایل نہین ہین پہر کیونکر ڈاکٹر ہنٹر صاحب کا یہہ بیان صحیح ہو سکتا ہے کہ وہابی لوگ اولیا اللہ کی اہر غیب دانی کے معتقد ہین یہہ تو ایسی بات ہی کہ جو لوگ وہابیت کی خلاف قبر پرستی کرتے ہین وہ بہی اس کے قایل نہین ہین اس لئے کہ اس قسم کی باتین تو اکثر نجومی و رمال و جفار لوگ بیان کیا کرتے ہین اگر خدا کے نیک بندے کوئی ایسی پیشین گوئی کرتے بہی ہین تو اُنکے بیان مین فساد نہین ہوتا چنانچہ دیکہو اکثر عیسائی پادری بہی دنیا کے انجام کی نسبت اپنی رائے ظاہر کیا کرتے ہین اور سلطنت روم و فرانس وغیرہ

وغیرہ کے زوال کی بابت پیشین گوئیان کرتے ہین اور اپنی پیشین گوئیون کو سینٹ جان کے الہام پر مبنی سمجھتے ہین چنانچہ جو لوگ تہوڑی سی بہی عقل و فہم رکہتے ہین وہ بہی ایسی پیشگوئیونکو کسی حالت مین قابل اعتماد نہین سمجھتے اور خاص وہابیون کا تو یہہ عقیدہ ہے کہ پیشین گوئی ہرگز قابل اعتبار نہین ہوتی کیونکہ علم غیب کا ثبوت اور بشر کے واسطے تو کیا خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کیواسطے بہی نہین ہے چنانچہ خود قران پاک مین خاص آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت لکہا ہے کہ "قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْٓءُ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ" یعنی کہدو تم اے محمد رسول اللہ لوگونکو کہ مجہکو خود اپنی ذات کے نفع اور نقصان کا بہی کچہہ اعتبار نہین ہے بلکہ جو خدا چاہے وہی ہوتا ہے اور مین کوئی غیب کی بات نہین جانتا اور اگر مین علم غیب رکہتا تو بہت سی بہلائی کی باتین جمع کر لیتا اور اپنے اوپر کوئی برائی نہ آنے دیتا مین کوئی غیب دان یا فرشتہ یا برائی بہلائی کا مالک نہین ہون بلکہ مین تو صرف مومنون کی بشارت دینے والا اور عقبیٰ کی خرابی سے ڈرانیوالا ایک آدمی ہون ؛

؛؛ عام اہل اسلام انبیاء کی پیشین گوئیون کے قایل ہین - اور اس آیتہ کے وہ یہہ معنی کرتے ہین کہ آنحضرت اپنے ذاتی علم سے غیب نہ جانتے تہے اور اوسمین وہ خود مختار نہ تہے کہ جس مخفی اور آیندہ کی بات کو وہ چاہین جان لین - اور وہ یہہ اعتقاد رکہتے ہین کہ خداوند تعالیٰ چاہتا ہے تو وہ اونکو علم غیب پر مطلع کرتا ہے اسپر وہ بہت سے آیات سے استدلال کرتے ہین - از انجملہ یہ آیہ ولا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضے من رسول یعنی وہ اپنے اس علم پر جو لوگون سے غیب ہے کسیکو بطور وحی و یقین مطلع نہین کرتا - مگر جسکو اپنے رسولون سے پسند کرتے اہل اسلام اس اعتقاد کے ساتہہ اون پیشین گوئیون پر یقین نہین رکہتے جو نبی کے ماسوا اور لوگون سے مروی ہے جیسے یہہ پیشین گوئی نعمت اللہ کاشمیری کی ہے

پانچوین کتاب تیصر روم ہے اسکو بہی وہابیون کے اعتقاد سے کچہہ علاقہ نہین ہے کیونکہ یہہ ایک تاریخ کی کتاب ہے جسکو گورنمنٹ روم کے ایک ملازم ابراہیم افندی نے عربی زبان مین لکہا تہا پہر اسکا خلاصہ بزبان فارسی ۱۲۱۲ھ ہجری مطابق ۱۷۹۷ء کو کانپور مین چہپایا چنانچہ مجملہ اور باتون کے اس کتاب مین اُن لڑائیون کا بہی ذکر ہے کہ سلطان محمود اول کے عہد مین وہابیون اور ترکون کی باہم لڑائی ہوئی تہی ٭

چہٹی کتاب آثار محمدیہ ہے جسکو مولوی محمد علیصاحب نے تصنیف کیا تہا ڈاکٹر ہنٹر صاحب اسکی نسبت تحریر فرماتے ہین کہ "اس کتاب مین پیشین گوئی کی گئی ہے کہ پنجاب کی سرحد پر خیبر کی پہاڑیون مین ایک ایسی لڑائی ہوگی کہ ابتدا مین انگریز مسلمانون کو مغلوب کرینگے اور مسلمان مغلوب ہوکر اپنے امام موعود کی تلاش کرینگے بعد اسکے ایک اور لڑائی ہوگی جو چار روز تک رہیگی اور اس لڑائی مین مسلمان فتحیاب ہونگے اور انگریزون کو ایسی شکست فاش ہوگی کہ اسکے سبب سے انگریزون کے دماغون مین سے اپنی حکومت کا خیال جاتا رہیگا اسکے بعد امام مہدی صاحب علم ظاہر ہونگے اور جو مسلمان اسوقت ہندستان مین حاکم ہونگے وہ امام صاحب سے ملنے کے لئے مکہ معظمہ کو جاوینگے اور یہہ واقعات بعد اس کسوف وخسوف کے واقع ہونگے جو ماہ رمضان مین واقع ہونگے" مگر مین حیران ہون کہ ڈاکٹر صاحب نے یہہ بات کہانسے نکالی ہے میری ذہن مین تو بجز اسکے اور کچہہ نہین آتا کہ یا تو ڈاکٹر صاحب اپنے اس بیان سے اپنی کتاب کے پڑہنے والون کو خود ہوکہہ دیا چاہتے ہین یا وہ نہایت درجہ کے ناواقف ہین کیونکہ انکے ذمہ ان دونون الزامون سے ایک ضرور عاید ہوتا ہے حالانکہ میرے علم ویقین مین یہہ دونون باتون ڈاکٹر صاحب کے شان سے بعید معلوم ہوتی ہین اب مین اپنے ناظرین مضمون کے واسطے آثار محمدیہ کا خلاصہ مطلب ذیل مین درج کرتا ہون اور اسبات سے اونکو متنبہ کرتا ہون کہ ایسی ہی خیبر کی پہاڑیان جن کے سبب سے دہوکہ دہی یا ناواقفیت کا الزام ڈاکٹر صاحب

پر عاید ہوتا ہے حوالی مدینہ منورہ مین بہی واقع ہین اور وہ بہی خیبر کی پہاڑیان مشہور
ہین خلاصہ مذکور یہہ ہے "قیامت کے قریب سلطان روم اور ایک عیسائی بادشاہ مین
لڑای ہوگی اس لڑائی مین سلطان روم کو عیسائی بادشاہ مدد دینگے (جسطرح کریمیا کی لڑائی
مین سلطان روم کو مدد دی گئی تہی) چنانچہ وہ لڑائی شام کے میدانون مین ایک عرصہ
تک ہوتی رہیگی اور اثنای جنگ مین کبہی کسیکو اور کبہی کسیکو فتحیابی ہوگی مگر انجام کار عیسای
بادشاہون کی معاونت سے سلطان روم کو فتح نصیب ہوگی اسکے بعد سلطان روم اور
ان عیسائی بادشاہون مین اِس بات پر تنازع ہوگا کہ یہہ فتح مجہکو ہوئی ہے اور وہ
کہینگے کہ نہین یہہ فتح ہمکو ہوئی ہے اور انجام اِس نزاع کا یہہ ہوگا کہ یہہ دونو عیسائی بادشاہ
جو سلطان روم کے رفیق ہینگے اُس بادشاہ کے موافق ہونگے جو سلطان روم کا مخالف ہوگا
پھر سلطان روم کو شکست دینگے اور سلطنت روم پر قبضہ کرکے اپنی حکومت خیبر کے ان
پہاڑیون تک پہیلائینگے جو مدینہ منورہ کے قریب واقع ہین پس جب یہان تک نوبت
پہونچیگی تو مسلمان یہہ سمجہکر امام مہدی علیہ السّلام کو تلاش کرینگے کہ اب اُنکے ظہور کا زمانہ
آگیا ہے اور امام مہدی علیہ السّلام اس زمانہ مین مدینہ منورہ مین ہونگے بعد چندے
وہان سے مکہ کو تشریف لیجاوینگے اور مکہ مین تمام مسلمان اُن کے پاس جمع ہوجاوینگے
اور چند روز بعد ایک خراسانی امیر ایک جم غفیر کے ساتہہ امام مہدی علیہ السّلام کے پاس آویگا
امام مہدی اوسکی مدد سے عیسائیون کو شکست دینگے اور مسلمانون کی حکومت تمام دنیا مین
قایم کرینگے اسیعرصہ مین دجال نابکار پیدا ہوگا اور مسجد دمشق مین اس دجال کے ہلاک کرنے
کے واسطے حضرت عیسےٰ علیہ السّلام آسمان سے نزول فرماوینگے اور حضرت عیسےٰ علیہ السّلام
اور حضرت امام مہدی علیہ السّلام ملکر دجال کو ہلاک فرماوینگے اِسکے بعد چند اور ایسے ہی
امور ظہور مین آوینگے اور پہر ہنگامہ قیامت برپا ہوگا" پس خیبر کی پہاڑیون کا تو یہہ
حال ہے جو مینے بیان کیا اور اِس کتاب کی نسبت میری رای یہہ ہے کہ اِسکے اکثر مضامین

مسلمانون کے اعتقاد مین ایک روایت کا حکم رکھتے ہین - اور بڑے بڑے علماء و فضلاء
بہی اسکو کچھہ قطعی حکم نہین سمجھتے اور میرا عقیدہ بہی اسکی نسبت ایسا ہی ہے
جن چودہ کتابون کا ذکر ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے اپنے کتاب مین کیا ہے انمین سے ساتوین
کتاب تقویۃ الایمان ہی چنانچہ اس کتاب کا انگریزی ترجمہ رایل ایشیاٹک سوسیٹی کے رسالہ
(جلد ۱۳ ۱۸۵۲ء) مین چہپا تہا مگر اس کتاب کو وہابیت یا جہاد سے کچھہ تعلق نہین
ہے اور اس امر کی تصدیق اسکے انگریزی ترجمہ کو پڑہکر ہر ایک انگریز کر سکتا ہے -
آٹہوین کتاب ایک تذکرہ ہے مگر مینے نہ اس کتاب کا نام سنا اور نہ مجہکو یہہ معلوم
ہوا کہ اس نام کی کوئی کتاب مولوی محمد اسمعیل صاحب دہلوی نے تصنیف کی ہتی
البتہ اسکے نام سے یہہ بات سمجہ مین آتی ہے کہ اسمین کچھہ نصیحت آمیز باتین لکہی ہونگی
نوین کتاب نصیحت المسلمین ہے اور اس مین پانچ باب ہین پہلے باب مین تو بت
پرستی کا حال لکہا ہے دوسرے باب مین اس فعل کی مذمت لکہی ہے تیسرے
باب مین یہہ لکہا ہے کہ کسی مخلوق کو مثل خدا کی سمجہنا بت پرستی مین داخل ہے چوتھے
باب مین مشرک مسلمانون کی شرک آمیز طریقون کا ذکر ہے پانچوین باب مین اس غلط اعتقاد کا ذکر ہے جسکی وجہ سے بت پرست عاقبت میں
ہونگے مگر اس تمام کتاب مین میری نظر سے ایک فقرہ بہی ایسا نہین گذرا جس
سے یہہ بات ترشیح ہوتی ہو کہ اسمین گورنمنٹ پر جہاد کرنیکی ترغیب ہے -
دسوین کتاب ہدایت المومنین ہے اس نام کی جس کتاب کو مین جانتا ہون وہ
صرف تعدد یہ داری کے ذکر مین ہے ؛
گیارہوین کتاب عربی زبان کی تنویر العینین ہے جو کسی زمانہ مین معہ اردو ترجمہ کے
کلکتہ مین چہپی ہتی اس کتاب مین جہاد کا کہین نام و نشان بہی نہین ہے بلکہ اسمین
صرف اس امر کا بیان ہے کہ مسلمانون کو نماز مین رفع یدین کا کرنا چاہیئے چنانچہ پورا نام
اس کتاب کا تنویر العینین فی اثبات رفع الیدین ہے اور اسکے معنے یہہ ہین روشنی

آنکھون کی رفع یدین کے ثبوت مین ہے لیکن بڑا تعجب یہہ ہے کہ ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے اِس کتاب کو جہاد سے کیون منسوب کیا ہے

بارہوین کتاب ہے جسکو شاہ سید احمد اور مولوی محمد اسمعیل کے پیدا ہونے سے بہت پہلے شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی مولوی محمد اسمعیل صاحب کے دادا نے (جنہون نے ۱۱۷۶ ہجری مطابق ۱۷۶۲ء مین وفات پائی) تصنیف کیا تہا احکام تقلید اور اجتہاد مین ہے اس کتاب مین بہی کہین جہاد کا ذکر نہین ہے بلکہ اسمین صرف اسبات کا ذکر ہے کہ آیا انسان کو اپنے دینیات مین اپنی رای اور اجتہاد سے کام لینا چاہیئے یا پہلے لوگون کی تقلید کرنی چاہیئے کہ یسا معلوم ہوتا ہے کہ شاید اس عالم ڈاکٹر نے لفظ اجتہاد اور جہاد کو ایک معنی مین سمجہا ہے جسکے سبب سے انکو یہہ غلطی ہوئی ہے۔

تیرہوین کتاب تنبیہ الغافلین ہے یہہ ایک چہوٹا سا رسالہ ہے اردو کا جسکو شاہ سید احمد صاحب نے اپنے پیرؤن اور مسلمانون کی ہدایت کیواسطے لکہا تہا اس کتاب کے دیباچہ مین دنیا کی بے ثباتی کا ذکر ہے اور اس بات کی ہدایت ہے کہ دنیا ایک محض ناپایدار شی ہے اوسکا لالچ ہرگز نہ کرنا چاہیئے اور باقی کتاب مین یہہ لکہا ہے کہ مسلمانون پر یہہ بات فرض ہے کہ وہ کسی مخلوق کو معبود نہ سمجہین مگر اسمین جہاد سے کچہہ بحث نہین ہے۔

چودہوین کتاب اربعین ہے مگر یہہ اربعین ایک ایسی کتاب ہے کہ اُسکی مثل ہم اور بہت سی کتابین پاتے ہین کیونکہ وہ صرف اون چالیس حدیثون کا نام ہے جو آنحضرت کی کلام مین سے منتخب کئے گئے ہین پس آجتک مینے کوئی چہل حدیث ایسی نہین دیکہی جسکو کسی وہابی مولوی نے تالیف کیا ہو اور اُسمین جہاد کی ترغیب نہو۔ اب مین وہابیون کی اوس تحریک کا ذکر کرتا ہون جو ہندوستان کے مسلمانون کی ہجرت کے باب مین ہے اور جسکا تذکرہ ڈاکٹر ہنٹر صاحب کی کتاب کے صفحہ ۱۰ مین موجود ہے ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے اوس تحریر کے اول حصہ کو کلکتہ ریویو کے صفحہ ۳۹۲ سے لیا ہے اور دوسرے حصہ کو جامع التفاسیر سے

(اور کلکتہ ریویو کے صفحہ ۳۹۱ مین وہ دوسرا حصہ بھی موجود ہی مگر اوس اول حصہ مین جو فقرہ صاحب راقم کلکتہ ریویو نے سب سے پہلے لکھا ہے ہمکو اوسکی سند معلوم نہین ہوتی کہ وہ کس کتاب سے لکھا ہے وعلی ہذا القیاس جو حصہ جامع التفاسیر سے نقل ہوا ہے وہ بھی تصرف سے خالی نہین معلوم ہوتا کیونکہ جو ترجمہ مصنف جامع التفاسیر نے قرآن کی اس آیۃ کا کیا ہے قل یعبادی الذین اٰمنوا اتقوا ربکم للذین احسنوا فی ھذہ الدنیا حسنۃ وارض اللہ واسعۃ انما یوفی الصابرون اجرھم بغیر حساب وہ تو صرف یہہ ہے (کہ دو تم اے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم) میرے بندون سے کہ اے بندو ڈرو تم اپنے رب سے اور جان لو تم اس بات کو کہ جو لوگ دنیا مین نیکو کار ہین اُن کے لئے عقبی مین بھی عیش ہین اور خدا کی زمین بہت وسیع ہی جو لوگ تکلیف واذیت پر صبر کرتے ہین انکو خدا تعالی پورا اجر دیتا ہے) اور اس ترجمہ مین صاحب جامع التفاسیر نے اور مفسرین کی راے سے تفاوت کرکے اس فقرہ کی شان نزول مین کہ خدا کی زمین وسیع ہے یہہ لکھا ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیرؤن یعنی مسلمانون کو ابتداء اسلام مین اہل مکہ سے اذیت پہنچی تو آنحضرت نے اُن مسلمانون سے یہہ ارشاد فرمایا کہ تم حبش کی حکومت مین چلے جاؤ حالانکہ اس زمانہ مین حبش کا حکم ایک عیسائی تھا چنانچہ خدا کے اس کلام مین آنحضرت کے لئے اس حکم کیطرف اشارہ ہے۔

اسکے بعد ڈاکٹر ہنٹر صاحب کی کتاب مین وہابیون کی تحریر مذکور کے ایک اور فقرہ کا ترجمہ درج ہے مگر ڈاکٹر صاحب نے جو اس فقرہ مین گلا گھوٹنے کا ذکر کیا ہے وہ صحیح نہین ہے صحیح ترجمہ اسکا صرف یہہ ہے کہ اگر ہم سچی بات کہین تو وہابیت کے مخالف مسلمان بھی ہماری زبان پکڑین گے۔ علاوہ ازین اسکے مصنف نے خدا سے یہہ دعا مانگی ہے کہ جیسے میرے اوستاد حضرت مولوی اسحاق صاحب کو مکہ معظمہ کی مٹی نصیب ہوئی ہے اسیطرح مجھکو بھی مکہ معظمہ یا مدینہ منورہ کی خاک نصیب ہو۔ پس جو شخص اس مضمون کو پڑھیگا

اسکو یہہ بات ضرور معلوم ہوگی کہ اپنے مذہب کا پکا اور اپنے دین کا متدین آدمی ہمیشہ ایسی ہی آرزو مین کیا کرتا ہے اور حتی الامکان اورون کو بہی اسکی ہدایت کرتا رہتا ہے آب ہم راقم کلکتہ ریویو کے اس فقرہ کو بہی نقل کرتے ہین جسکو ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے کسی مصلحت سے چہوڑ دیا ہے وہ فقرہ یہہ ہے کہ ہجرت کا مسئلہ کچہہ خاص اسلام ہی سے متعلق نہین ہے بلکہ عیسائی مذہب مین بہی اسکا وجود ہے چنانچہ مسلمانون مین مشتاقان زیارت کا اور عیسوی مذہب مین رومن کیتہلک کے پیرؤن کا اور اُن لوگون کا جو یروشلیم مین مرنیکو ثواب کی بات جانتے ہین ایک سا ہی مطلب معلوم ہوتا ہے کیونکہ یہہ سب لوگ اسبات کے دل سے خواہان ہوتے ہین کہ ہماری زندگی کے آخری ایام کسی ایسے بزرگ اور مقدس جگہہ مین بسر ہون جہان ہم عصیان کا سے محفوظ رہین - پس اگر ہندوستان سے ہجرت کرنیکے مسئلہ کی کچہہ اصل ہوتی تو جن مسلمانون کو ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے مفسدہ پرداز اور گورنمنٹ کے حق مین ایک خطرناک چیز بیان کیا ہے وہ یہان کیون ٹہرتے - سیدہے مکہ ہی کو نہ چلے جاتے -

ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے اپنی کتاب کے صفحہ ۱۷ و ۵۷ مین وہابی مسلمانون کے جن چار فرقون کا ذکر کیا ہے اب ہم اُن مین تیسرے فرقہ یعنی مولویون کا ذکر کرتے ہین اور ڈاکٹر صاحب کے وہ فقرون کو بہی اس غرض سے نقل کرتے ہین کہ ناظرین مضمون انکو پڑہکر ذرا ڈاکٹر صاحب کی راے کیوقعت کا اندازہ کرین وہ فقرے یہہ ہین "مین نہایت افسوس کرونگا اگر کوئی شخص یہہ خیال کریگا کہ مینے لفظ وہابی کو مفسد کے معنی مین لکہا ہے + ہندوستان مین حکومت انگریزی کی گویا یہہ بدنصیبی ہے کہ اگر مسلمانون کی تہذیب کا ارادہ کیا جاوے تو یہان کے مسلمان کافر نعمتون کے دشمن بن جاوینگے اور جہان کہین مسلمان اپنے مذہبی فرائض کو از سر نو تازہ کرنا چاہتے ہین وہان کے حکام سے ضرور بغاوت

+ یہہ فقرہ آیندہ پہلے فقرے سے علیحدہ دوسری جگہہ کہا ہے -

کرتے ہین"۔ مگر کیسے افسوس کی بات ہے کہ ابھی وہ یہہ کہہ چکے ہین کہ وہابیت سے مفسدہ پردازی میری مراد نہین ہے اور ابھی وہ یہہ کہتے ہین کہ مسلمانون کو بغاوت لازم ہے اِس لحاظ سے وہ صِرف پانچ صفحون مین بھی اپنی رائے کو ایک طرح پہ قایم نہین رکھہ سکے اور سب سے بڑھکر یہہ بات ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے اپنی تحریر مین مذہب اسلام کو مورد الزام بنایا ہے جسکو میرے ثبوت نے بالکل باطل کردیا ہے مگر صاحب موصوف کی طبیعت مین وہابیون کی سازش اور جہاد کا خیال ایسا سمایا ہوا ہے کہ علی العموم جو بات مذہب اسلام کی ہوتی ہے وہ اسکو لوٹ پھیر کر اپنے ہی کلام و مطلب کا موید بنا لیتے ہین اور گو میری یہہ رائے ہے کہ جس مسئلہ کو ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے اس پچھلے فقرہ مین بیان کیا ہے اسکو کسیطرح وہابیت سے علاقہ نہین ہے لیکن تاہم مین اس بات کو بلاشُبہ تسلیم کرتا ہون کہ بعض وہابی† ایسے متعصب ہوتے ہین کہ وہ صِرف کافرون ہی کو نہین بلکہ اُن مسلمانون کو بھی

† ایسے لوگون کو ہم بھی بُرا جانتے ہین اور اُن کی تنبیہ و تہدید کے لئے انکو وہابی یا نجدی کہا کرتے ہین باوجودیکہ اس لفظ کے استعمال کو سچے متبعین اور اہلحدیث کے حق مین دشنام و توہین سمجھتے ہین۔ ایسے لوگون کی بُرائی اور اہل قبلہ کی باہمی تکفیر کی ممانعت ہم اشاعۃ السنہ کے متعدد پرچون مین بیان کرچکے ہین (دیکھو نمبر ۸ جلد ۸ (جو غلطی کاتب سے جلد ۶ لکھی گئی ہے) صفحہ ۲۳۸ اور نمبر ۸ جلد ۸ (بشرح بالا) صفحہ ۲۶۱ — اور نمبر ۱۱ جلد ۸ صفحہ ۳۳۶ جہین اس مضمون (کفر و کافر) کا خلاصہ و نتیجہ مرقوم ہے جو بالاستقلال اسی باب مین لکھا گیا ہے۔

ایسے لوگون کے افعال و اقوال (بقول آنریبل سید احمد خان) ذاتی ہین جو صرف انکی ذات و دل و دماغ سے علاقہ رکھتے ہین (جیسے مکلین نامی کا وہ فعل جو اس سے بلکہ معظمہ قیصر ہند و انگلنڈ کے حق مین سرزد ہوا باوجودیکہ وہ ایک عیسائی مذہب تھا) وہ کچھ اصول مذہب اہلحدیث نہین۔ ایسا ہوتا تو کوئی پکا اہلحدیث انسے خالی نہ ہوتا حالانکہ بالاتفاق اس گروہ مین ایسے لوگ بھی ہین جو پکے اہلحدیث کہلاتے ہین پھر وہ اپنے برادران اسلام اور ملک اور گورنمنٹ

ذلیل وحقیر سمجھتے ہین جو اُن کے عقیدہ کے خلاف عقیدہ رکہتے ہین اور خود وہ اہلسنت وجماعت مسلمان بہی جو وہابی نہین ہین وہابیون کے نزدیک بُرے خیال کئے جاتے ہین۔ حالانکہ وہابی خود بہی اہلسنت کہلاتے ہین چنانچہ متعصب وہابی ایسے لوگون سے ملنے جلنے یا اُن سے محبت رکہنے اور اُن کے رنج وراحت مین شریک ہونے بلکہ اُن کے ساتہہ نماز پڑہنے تک کو بُرا جانتے ہین لیکن درحقیقت ایسے متعصب وہابی منافق لوگ ہین اور انکی رائین سراسر غلطی پر مبنی ہین اور اُن کے ایسے قول وفعل خاص اُنکے ہی ذات سے علاقہ رکہتے ہین کچہہ وہ وہابیت کے اصول نہین ہین۔

مگر ڈاکٹر صاحب کو اِس بات کی خبر نہین ہے کہ جیسے بعض وہابی متعصب ہین ایسے ہی بہت سے پکے وہابی اور وہابیون کے علاوہ اور مسلمان جو وہابیت کی جانب میلان خاطر رکہتے ہین ایسے بہی ہندوستان مین موجود ہین کہ جسطرح اپنے وہابیت کے خالص عقیدہ کو خداوند تعالی کے ساتھ پاک وصاف رکہتے ہین اسیطرح وہ اس بات کو بہی اپنی بہلائی کا باعث جانتے ہین کہ ہمارے اس خالص عقیدہ کا اثر ہمارے ہمجنسون کی نسبت بہی ایسا ہی ہو اور دُنیا مین سب لوگ خلوص واتحاد سے رہین اور جس طرح سے وہ اپنے عقیدہ کو خدا کی رحمت کا سبب جانتے ہین اِسی طرح وہ اُسکو دنیا مین بہی باہمی رحمت ومحبت کا منشا خیال کرتے ہین پس میری دانست مین جو لوگ ایسے ہین اُن کے اتباع سے اور لوگون کو ضرور فایدہ ہوگا۔ اور جب یہہ بات ثابت ہوگی کہ اگر تہوڑے سے وہابی متعصب ہین تو بہت سے نیک نیّت اور صاف دل بہی موجود ہین۔ پس اِس صورت مین ڈاکٹر ہنٹر صاحب کا یہہ قول کسیطرح صحیح نہین ہو سکتا کہ علی العموم مسلمانون کے مذہب کی تہذیب اِس بات کی موجب ہے کہ مسلمانون کے دل مین کافر فتحمندون کی طرف سے بغض وعداوت پیدا کرے۔ مین دل سے یقین کرتا ہون اور سب کو یقین دلاتا ہون کہ مسلمانون کی مذہبی تکمیل کے اور اپنی گورنمنٹ کے ساتہہ خیرخواہی کرینگے گویا ایک ہی معنی ہین۔

صفحہ ۷۸ مین جہان ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے وہابیون کی چوتھی جماعت کا ذکر کیا ہے وہان یہہ بہی فرمایا ہے کہ ہر ضلع مین باغیون کی ایک جماعت اس غرض سے موجود ہے کہ روپیہ اور آدمی جمع کرے اور اسکو جہاد کے صرف کے واسطے مہیا رکہے۔ چنانچہ اُن کے جس فقرہ سے یہہ بات ثابت ہوتی ہے اُسکا ترجمہ یہہ ہے اُس نے ہر ایک گہر کے سرپرست کو یہہ حکم دیا کہ وہ ہر ایک شخص کی خوراک مین سے ایک مٹھی خدا کے نام کی بہی نکال لیا کرے مگر میری دانست مین ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے یہہ ایک فرضی لوگون کا ذکر کیا ہے جنسی ٹہکر آجتک دنیا مین کوئی قوم شایستہ اور ہمدرد نہین ہوئی۔ کیونکہ ہندوستانی لوگ تو مدت مدید سے استقلال مزاج اور دور اندیشی اور اتفاق اور خاموشی اور رازداری اور عوام کی طبیعتون پر حاوی ہونے کے طریقون کو بہول گئے ہین اور جبتک یہہ سب باتین کسی قوم مین نہ ہون اُسوقت تک جیسی سازش کا خیال ڈاکٹر صاحب ہندوستان کے وہابیون کی نسبت کرتے ہین ایک ہفتہ بہی قایم نہین رہ سکتے اور ہندوستان تو کیا یہہ صفتین ہین کہ یونان اور روم کے نامی ہمدرد قومون مین بہی نہین ہوئین ڈاکٹر ہنٹر صاحب کے اس خیال کے اصل صرف اس قدر ہے کہ کسی زمانہ مین سکہون پر جہاد کرنیکے واسطے ایک اتفاق ہوا تہا اور اُس سے گورنمنٹ بہی واقف تہی مگر اسکو بغاوت سے کچہہ سروکار نہ تہا گورنمنٹ کے ساتہہ بغاوت کرنیکا تو ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے ہی طومار باندہا ہے۔ مگر خدا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ انگریزون کے ذی ہوش اور حق پسند قوم نے اپنی دانائی کے سبب سے اُن کی تحریر پر کچہہ التفات نہین کیا دوسرے باب کے اخیر مین ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے اس سرکاری تحقیقاتون کا ذکر کیا ہے جو وہابیون کی سازش کے باب مین کی گئی ہین مگر مین اُن تحقیقاتون کے نتیجہ کی نسبت اِس سبب سے کچہہ رای نہین دیتا کہ آیندہ خود وہ زمانہ ہی آجاویگا جسمین ان تحقیقاتون کی حقیقت کہلی جاویگی مجہہ کو اس وقت اُنکی نسبت کچہہ کہنے کی ضرورت نہین ہے نہان کے ماند آن راز کز و سازند محفلہا اُس بیان یا برہان مین انر ایل سید احمد خان صاحب نے عمدہ اور صاف طور پر یہہ ثابت

کردیا ہے کہ اہلحدیث (یا یون کہو کہ وہابیون) کی کسی تصنیف وتحریر مین گورنمنٹ انگلشیہ سے جہاد یا بغاوت کی ترغیب پائی نہین جاتی۔

جن چودہ کتابون مین ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے ترغیب جہاد وبغاوت کے موجود ہونے کا دعوی کیا ہے اُن مین سے صرف چھہ کتابین اہلحدیث کی تصنیف ہین۔ صراط مستقیم تقویۃ الایمان۔ نصیحۃ المسلمین۔ تنویر العینین۔ تنبیہ الغافلین۔ اربعین۔

سو پہلے ان کے آخیر پانچ مین تو جہاد کا نام ونشان بھی نہین صرف اول مین جہاد کا ذکر ہے مگر اسکو گورنمنٹ انگلشیہ سے کوئی تعلق نہین۔

اِس سے ناظرین عموماً مخالفین کے اِس الزام کا کہ "اہلحدیث (یا وہابی) ہمیشہ تحریراً وتقریراً بغاوت گورنمنٹ کی رغبت دلاتے رہتے ہین"۔ اور خصوصاً آنریبل ڈاکٹر ہنٹر صاحب کی اِس دعوی ناتمام کا کہ "وہابیون نے نظم ونثر مین انگریزون پر جہاد کرنیکے باب مین اِس کثرت سے کتابین تصنیف کی ہین کہ اگر انکا نہایت مختصر خلاصہ کیا جاوے تو ایک بڑے حجم کی کتاب تیار ہو" خوب اندازہ کرسکتے ہین کہ ان دعاوی مین کس قدر صداقت وواقعیت والصاف کا دخل ہے۔

مجھے امید تھی کہ ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے سید احمد خان کے ان جوابات کو پڑھا ہوگا تو بلا تردد ان جوابات کو مان لیا ہوگا اور اپنے اِس خیال سے رجوع فرمایا ہوگا۔ اس بحث سے ثابت ہوا کہ اہلحدیث نے کبھی تحریر وتصنیف کے ذریعہ سے بھی گورنمنٹ انگلشیہ کی مخالفت نہین کی جسکا ان سے کبھی عملاً وفعلاً یہہ مخالفت سرزد نہین ہوئی اور انکا چال وچلن علمی وعملی وقولی وفعلی کسیوجہ سے مخالف گورنمنٹ نہین ہے۔ آیندہ اسکا انصاف ناظرین پر ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah.